سبق نمبر: 8
لڑی میں پروئے ہوئے منظر

● مصنف: رضا علی عابدی ● صنف: نثر ● ماخذ: جرنیلی سڑک

حالاتِ زندگی:

رضا علی عابدی ۳۰ دسمبر ۱۹۳۵ء کو بھارت کے علاقے اتراکھنڈ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کی اور پاکستان آکر اچی میں رہائش اختیار کرلی تعلیم کراچی ہی میں مکمل کی اور حریت کے ساتھ منسلک ہوکر اپنی صحافیانہ زندگی کا باضابطہ باقاعدہ آغاز کیا۔ کل تیس کتابیں تصنیف کیں جن میں نصف کے قریب تصانیف کے مخاطب بچے ہیں۔ ٦ / نومبر ۲۰۱۳ء کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور نے انھیں پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری بھی عطا کی۔ اپنے ریڈیائی دستاویزی پروگراموں کی وجہ سے انھوں نے خاصی شہرت پائی۔

علمی و ادبی خدمات:

رضا علی عابدی نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں صحافت اور براڈکاسٹنگ میں خوب نام کمایا۔ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں انھیں وطن عزیز کے طول و عرض کے سفر کرنے پڑے۔ انھی سفری ڈاکیو منٹریز کو انھوں نے سپردِ قلم کیا اور یوں "جرنیلی سڑک" کے نام سے ایک خوب صورت دل چسپ اور معلوماتی تصنیف وجود میں آگئی۔ رضا علی عابدی نے برصغیر کی معروف تاریخی شاہ راہ: جی ٹی روڈ اور دریائے سندھ کے کنارے کیے گئے سفروں کو رودادوں کی صورت میں پیش کیا۔ اس دوران وہ اپنے زورِ قلم سے قاری کو زمانہ ماضی کی سیر کراتے ہوئے زمانہ حال تک کمال مہارت سے سیر و تفریح کراتے ہیں اور وطن عزیز کے مختلف خطوں، حصوں، علاقوں، شہروں اور قصبوں کے تاریخی، ثقافتی، علمی ادبی، مذہبی پس منظر سے آگاہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ سفر کی روداد لکھتے ہوئے وہ ایک "داستان گو کا روپ دھار لیتے ہیں جو اپنے مخاطب یعنی قاری کو ہمہ وقت اپنی طرف متوجہ رکھتا ہے۔

تصانیف:

اُن کی تصانیف میں اُردو کا حال، تیس سال بعد، جانے پہچانے، چوری چوری، چھکے چھکے، شیر دریا، قاضی کا اچار، کمال کے آدمی چمپا، میری امی، چھ ہزار سنگ میل، کتابیں اپنے آبا کی، ہمارے کتب خانے قابل اور جرنیلی سڑک" ذکر ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شعور	پہچان، عقل	عبرت	نصیحت پکڑنا
معاشرت	معاشرے میں رہنے کے طور طریقے	تمازت	حرارت، تپش
بالا حصار	پشاور میں واقع قدیم اور تاریخی قلعہ کا نام	سنسکرت	ایک پرانی ہند آریائی زبان جو ہندوستان بولی جاتی ہے۔ آریہ لوگوں کی اصل زبان
پانینی	سنسکرت زبان کا ایک بہت بڑا عالم، جس نے سنسکرت زبان کی گرامر کی کتاب سمکرتیہ تحریر کی	گندھارا	سنگ تراشی، مجسمہ سازی، مختلف نقوش پر تصویر کندا کرنے کا فن۔، خیبر پختون خواہ کا پرانا نام، ایک تہذیب
سکندر	سرزمین یونان کا ایک فاتح، جس نے کم عمری میں آدھی سے زیادہ دنیا فتح کی۔	چنگیز خان	تاتاری قوم کا ایک بہت بڑا سپہ سالار جس نے منگول سلطنت کی بنیاد رکھی اور دنیا کے بہت زیادہ علاقے فتح کیے۔
دریا کا پاٹ	دریا کی چوڑائی	محمود غزنوی	سبکتگین کا بیٹا، غزنی کا حاکم جس نے ہندوستان پر 17 حملے کیے۔
راجہ جے پال	پال خاندان کے ایک عظیم حکمران جس نے پنجاب پر	شاہانہ انداز	بادشاہوں جیسا طور طریقہ

	حکومت کی محمود غزنوی نے اس کو شکست دی تھی۔		
چشم دید	آنکھ سے دیکھنا	اکبر	ایک مغل حکمران جو کہ ہمایوں کا بیٹا تھا اس نے کافی عرصے تک ہندوستان پر حکومت کی
خیر	خیریت، ٹھیک	بے ساختہ	اچانک
پیش رو	پہلے گزرا ہوا۔	روہتاس	شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ ایک قلعے کا نام جو اس نے جہلم میں بنوایا تھا۔
جہانگیر	شہنشاہ جہانگیر جس کا اصل نام سلیم تھا اور یہ شہنشاہ اکبر کا بیٹا تھا ایک بہت بڑا مغل بادشاہ جو عدل و انصاف کی وجہ سے مشہور ہوا۔	گکھڑوں	پوٹھوہار میں کے علاقے میں آباد ایک قدیم قوم، جس نے شیر شاہ سوری کو قلعہ روہتاس تعمیر کرنے میں رخنہ ڈالا۔ اس کو گکھڑو کی طرف سے بہت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔
سرائے	ایسی جگہ جہاں پہ مسافر رات کو قیام کرتے ہیں	احاطہ	صحن
چھینا جھپٹی	لوٹ مار	مستعدی	چستی، تیزی
مورخ	تاریخ لکھنے والا	چہکار	چڑیوں کا چہچہانا
جھرنوں	پانی کی آبشار	شفاف	صاف
گوردوارہ	سکھوں کی عبادت گاہ	چلہ گاہ	ایسی جگہ جہاں کسی بزرگ نے چلہ کشی کی ہو۔
عالم شباب	جوانی کی عمر	تھامس مور	ایک انگریز مورخ، سیاست دان اور شاعر
معمار	تعمیر کرنے والا، مستری	چہیتے مصاحب	لاڈلا دوست، ساتھی
آثار	نشانیاں	گرونانک	سکھ مذہب کے بانی، پنجاب میں پیدا ہوئے تھے، جن کا سولہویں صدی عیسوی میں انتقال ہوا تھا۔
عالم فانی	فنا ہونے والی دنیا	تراشا	پتھر کو کاٹ کر مجسمہ بنانا، تصویریں کندہ کرنا
سیراب	کھیتوں کو پانی لگانا	باؤلی	ایسا کنواں جس کی سطح آب تک جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوتی ہیں۔
مشقت	محنت	کونڈیاں	مٹی کا برتن
ہانڈیوں	سالن بنانے کے لیے مٹی کا برتن	پڑاؤ ڈالنا	قیام کرنا
گیان	علم، دانش، عرفان	منور	روشن کرنا
آنکھیں موندے	آنکھیں بند کیے ہوئے	انگنت	لاتعداد
لشکر جرار	بہادر لشکر، فوج	قند	شکر۔ چینی
درہ	دو پہاڑوں کے درمیان کا راستہ	منتظم	انتظام کرنے والا
بے نیاز	لاپروا	ہمسائیگی	پڑوس میں ہونا
شاد	خوش		

لڑی میں پروئے ہوئے منظر

سبق کا خلاصہ:

سبق کا عنوان: لڑی میں پروئے ہوئے منظر

مصنف کا نام: رضا علی عابدی

خلاصہ:

مصنف اس سبق میں جرنیلی سڑک کی تاریخ اور مناظر کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ جرنیلی سڑک میں لڑی کی طرح معاشرت، معیشت، تاریخ، اور عبرت پروئی ہوئی ہے۔ مصنف کے سفر کا آغاز پشاور سے ہوا۔ وادئ پشاور کی زرخیزی باکمال تھی۔ اس سڑک نے بے شمار لشکروں کو گزرتے دیکھا۔ لیکن اب ریلوے لائن اور بجلی کی تاروں نے جدت کا رنگ بکھیر دیا ہے۔ ماہ رمضان کی وجہ سے کھانے پینے کی جگہیں بند تھیں۔ دریائے کابل کے قریب نوشہرہ آگیا، جو کہ مغل بادشاہ اکبر نے آباد کیا۔ یہاں ایک سرائے میں جہانگیر بھی ٹھہرا تھا۔ نوشہرہ کے قریب ایک گاؤں کا نام لاہور ہے۔ جہاں سنسکرت کا عالم پانینی پیدا ہوا تھا۔ قریب ہی ایک گاؤں ہنڈ جو کہ گندھارا تہذیب کا گہوارہ رہا۔ اس علاقے سے چنگیز خان گزرا اس جگہ راجہ جے پال نے محمود غزنوی سے شکست کھائی۔ دریائے سندھ کے دوسرے کنارے اٹک کا قلعہ موجود تھا۔ یہ قلعہ چار صدیوں کی تاریخ ہے۔ جس کے اب اندر فوج رہتی ہے، اور سیاسی قیدی قید ہیں۔ اس لیے قلعہ نہیں دیکھا جا سکتا۔ عام ٹریفک نئے پل سے گزرتی، جبکہ ریل گاڑی انگریز کے بنائے ہوئے پل سے گزرتی ہے۔ شہنشاہ اکبر کو جگہوں کے نام رکھنے کا بڑا شوق تھا۔ خوبصورت جگہ کو دیکھ کر واہ کہا تو شہر کا نام واہ، کہیں قافلہ اٹکا تو نام اٹک، جبکہ قافلہ خیر سے اترا تو نام خیر آباد پڑ گیا۔ بادشاہ اکبر نے شیر شاہ سے یہ سیکھا کہ جس نے اپنی سلطنت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک قلعے تعمیر کروائے۔ اور ان کے نام رکھے۔ ویسے ہی اکبر نے بھی اٹک کا نام رکھا، اور پھر ملاح بنارس سے لا کر اس شہر کو آباد کیا۔ اس کے ساتھ ہی جہانگیر کی سرائے ہے۔ اٹک قلعہ مغلوں، سکھوں اور انگریزوں کی تحویل میں رہا۔ آج کل یہاں پہ ایکسائز کا عملہ گاڑیوں کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ یہاں پر چھوٹے سمگلر پکڑے جاتے ہیں۔ جبکہ ملک لوٹنے والے صاف بچ جاتے ہیں۔ پھر اس راستے سے ہوتے ہوئے حسن ابدال کا پڑاؤ ہے۔ کبھی فطرت کے شور کی وجہ سے خوبصورت تھا لیکن آج کل ہوٹلوں کے لاؤڈ سپیکر فطرت کے حسن کے شرماتے ہیں۔ حسن ابدال مقام رونق و عبرت ہے۔ یہاں پر انگریز دور کے درخت، عمارات، مسجدیں ہیں۔ ساتھ ہی گردوارہ پنجہ صاحب اور باباولی قندھاری کی درگاہ ہے۔ ایک مغل شہزادی کی قبر بھی ہے جسے طامس مور کی نظم نے زندہ کر دیا۔ حسن ابدال میں مغل باغ بھی ہے۔ یہیں وہ چٹان ہے جس کے بارے سکھوں کا عقیدہ ہے کہ باباولی قندھاری کی لڑھکائی ہوئی چٹان کو گرونانک نے پنجے پر روک لیا تھا۔ حالانکہ تاریخ کے مطابق بابا گرونانک، باباولی قندھاری کے دنیا میں جانے سے بعد حسن ابدال آئے اور یہ پنجے کا نشان حسن ابدال والوں کا بنایا ہوا ہے۔ حسن ابدال سے آگے واہ چھاؤنی ہے۔ مغل دور کی باؤلی ہے۔ جہاں مغلوں کے ہاتھی گھوڑے اور مویشی سیر اب ہوتے تھے۔ اس سے آگے سرائے کالا کا مقام ہے۔ جہاں پتھروں کی کنڈیاں پکتی تھیں۔ جہانگیر نے بھی یہاں پڑاؤ ڈالا تھا۔ شیر شاہ اور مغلوں کی بنائی سرائے تو آج موجود نہیں، ان کے ساتھ آبادیاں البتہ موجود ہیں۔ چند کلو میٹر آگے ٹیکسلا کے کھنڈرات ہیں۔ جہاں تہذیب کبھی سارے عالم کو منور کرتی تھی۔ سرائے کالا سے آگے مارگلہ کی پہاڑی دیوار کی طرح مضبوط کھڑی ہے جہاں سے بے شمار لشکر، فاتحین، حملہ آور گزرے پہلے تہذیبی اور روایت کا روایتی کٹاؤ ہوتا تھا۔ اب قبضہ گروپ زمینی کٹاؤ کے ذریعے پہاڑی کو کاٹ رہے ہیں۔ جی ٹی روڈ کی تعمیر کے لیے انجینیئر ز نے درہ کاٹا۔ ساتھ ہی اکبر کی بنائی ہوئی سڑک کے آثار ابھی بھی موجود ہیں۔ جہاں سے نکلسن کی لاٹ بھی نظر آتی ہے۔ مری روڈ کی کمپنی باغ کے اکثر حالات بدل چکے ہیں۔ نہیں بدلے تو وہاں پہ خوبصورت سے کھیلتے ہوئے بچوں کا مزاج نہیں بدلے۔ دعا ہے کہ یہ گلیاں یوں ہی آباد رہیں اور بچے کھیلتے رہیں۔

اقتباسات کی تشریح

(ا)

نثر پارہ:

آپ چلتے جاتے ہیں اور نہایت آباد۔۔۔دونوں آنی جانی چیزیں ہیں۔

حوالہ متن:۔

سبق کا عنوان : لڑی میں پروئے ہوئے منظر
مصنف کا نام: رضا علی عابدی
ماخذ: جرنیلی سڑک

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:۔

معانی	الفاظ
رہنے سہنے کے طور طریقے	معاشرت
نصیحت پکڑنا	عبرت
پشاور میں واقع قدیم اور تاریخی قلعہ کا نام	بالا حصار
سڑک	شاہراہ

تشریح:۔

تشریح طلب پیراگراف سبق کے آغاز سے لیا گیا ہے۔ سبق کے مصنف رضا علی عابدی صاحب ہیں جنہوں نے اس سبق میں برصغیر کی معروف تاریخی شاہراہ جی روڈ اور دریائے سندھ کے کنارے کیے گئے سفروں کو رودادوں کی صورت میں پیش کیا ہے اور اس سفر میں انہوں نے اپنے زورِ قلم سے قاری کو زمانہ ماضی کی سیر کراتے ہوئے زمانہ حال تک کمال مہارت سے اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ اس سفر میں وہ وطن عزیز کے مختلف خطوں پشاور کا مشہور بالا حصار قلعہ اٹک، واہ کینٹ، حسن ابدال، ٹیکسلا وغیرہ جیسے مختلف خطوں، حصوں، علاقوں اور وہاں کی تاریخ، تہذیب نہ صرف بیان کرتے ہیں بلکہ قاری کو ان مناظر کی حقیقت سے روشناس کرتے ہیں۔ کون کون سے فاتحین وہاں سے گزرے کن کن شہنشاہوں نے وہاں قدم ڈالے اور کون کون سی مشہور مذہبی شخصیات نے وہاں اپنا اثر چھوڑا، اس کو بڑے ہی دل ربا انداز سے بیان کیا ہے۔ سفر کی روداد لکھتے ہوئے ان کا اسلوب بیان کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ ایک داستان گو کا روپ دھار لیتے ہیں اور اپنی قاری کو مخاطب کرتے ہوئے ہمہ وقت اپنے ساتھ ساتھ متوجہ رکھتے ہیں۔ اس پیراگراف میں مصنف بیان کر رہے ہیں کہ آپ جب اس سڑک پر چلتے ہیں اور عقل اور دانائی کی آنکھیں کھلی رکھیں تو جتنے خوبصورت تہذیبی، تمدنی، عجیب و غریب مناظر اس راستے میں آتے ہیں، شاید ہی اپ کو کسی اور سڑک میں ملیں آپ چلتے جاتے ہیں اور نہایت ہی آباد سرزمین کی رہنے سہنے کے طور طریقے وہاں کی معیشت، وہاں کی تاریخ آپ کی آنکھوں کے سامنے پھرتی چلی جاتی ہے، اور آپ کی دلچسپی اور حیرت تاریخ اور تہذیب آپ کے قدم کے ساتھ قدم ملا کر چلنے لگتی ہے۔ کہیں اس سفر میں آپ کو نصیحت سے بھرے ہوئے مناظر بھی ملتے ہیں لیکن وہ سڑک نہیں بدلتی وہ لڑی تبدیل نہیں ہوتی جس میں وہ سارے کے سارے موتی پروئے ہوئے ہیں۔ میں جب پشاور سے چلا تو وہاں کا جو مشہور قلعہ بالا حصار ہے۔ اس کے نیچے مجھے ایک پتھر لگا ہوا نظر آیا اس پتھر پر بڑے بڑے جلی حروفوں میں شاہراہ پاکستان لکھا ہوا تھا، اور کسی وزیر کا نام تھا جس نے سڑک کا افتتاح کیا تھا۔ جس نے وہاں کبھی یہ پتھر اپنے نام کا لگوایا تھا لیکن کیسا عجیب اتفاق ہے سڑک اور وزیر دونوں آنے جانے والی چیزیں ہیں مناظر تہذیب ثقافت وہیں پہ رہ جاتے ہیں۔

(۲)

نثر پارہ:

راستے میں حسن ابدال کا پڑاؤ تھا۔۔بند تھا شیطان کی طرح۔

حوالہ متن:۔

سبق کا عنوان : لڑی میں پروئے ہوئے منظر
مصنف کا نام: رضا علی عابدی
ماخذ: جرنیلی سڑک

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:۔

معانی	الفاظ
قیام کرنا، ٹھہرنا	پڑاؤ
خوبصورت	دلکش
تاریخ بیان کرنے والا	مورّخ
چڑیوں کا چہچہانا	چہکار

تشریح:۔

تشریح طلب پیراگراف سبق کے درمیان سے لیا گیا ہے۔ سبق کے مصنف رضا علی عابدی صاحب ہیں جنہوں نے اس سبق میں برصغیر کی معروف تاریخی شاہراہ جی روڈ اور دریائے سندھ کے کنارے کیے گئے سفروں کو رودادوں کی صورت میں پیش کیا ہے اور اس سفر میں انہوں نے اپنے زور قلم سے قاری کو زمانہ ماضی کی سیر کراتے ہوئے زمانہ حال تک کمال مہارت سے اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ اس سفر میں وہ وطن عزیز کے مختلف خطوں پشاور کا مشہور بالا حصار قلعہ اٹک، واہ کینٹ، حسن ابدال جیسے مختلف خطوں، حصوں، علاقوں اور وہاں کی تاریخ، تہذیب نہ صرف بیان کرتے ہیں بلکہ قاری کو ان مناظر کی حقیقت سے روشناس کرتے ہیں۔ کون کون سے فاتحین وہاں سے گزرے کن کن شہنشاہوں نے وہاں قدم ڈالے اور کون کون سی مشہور مذہبی شخصیات نے وہاں اپنا اثر چھوڑا، اس کو بڑے ہی دل ربا انداز سے بیان کیا ہے۔ سفر کی روداد لکھتے ہوئے ان کا اسلوب بیان کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ ایک داستان گو کا روپ دھار لیتے ہیں اور اپنی قاری کو مخاطب کرتے ہوئے ہمہ وقت اپنے ساتھ ساتھ متوجہ رکھتے ہیں۔ اس پیراگراف میں مصنف بیان کر رہے ہیں کہ کہ جب ہم اٹک سے آگے نکلے یادوں کے دریچے بھی کھلتے چلے جا رہے ہیں۔ راستے میں اچانک حسن ابدال آ گیا اور اب ہم وہاں پہ رکے۔ کبھی یہ شہر بہت ہی خوبصورت تھا، کہ مغلوں کے جو مورخین تھے وہ لکھتے ہیں کہ لاہور سے کابل جانے والی سڑک پر یہ سب سے حسین ترین مقامات میں سے ایک مقام تھا۔ مگر آج حسن ابدال ماضی کی حسن ابدال سے مختلف ہے۔ ماضی کا حسن ابدال اپنی خوبصورت آبشاروں اور چڑیوں کی چہکار کی وجہ سے مشہور تھا، اور وہ خوبصورت آوازیں کانوں میں رس گھولتی تھیں۔ لیکن اب سڑک کے دونوں اطراف ہوٹلوں کے لاؤڈ سپیکر پر دن رات فلمی گانے بجائے جاتے ہیں، جس سے مسافر تنگ ہوتے ہیں اور ہوٹلوں کے مالکوں کا یہ خیال ہے کہ جس کے لاؤڈ سپیکر سے گانوں کی زیادہ آواز اونچی ہو گی اس کے ہاں گاہک بھی زیادہ آئیں گے۔ مصنف جب حسن ابدال سے گزرا اس وقت رمضان المبارک کا مہینہ تھا، اور اسی مہینے کے احترام کی وجہ سے ہوٹل کے مالکان نے فلمی گانے بند کیے ہوئے تھے جس طرح اس ماہ مقدسہ میں شیطان کو بند کر دیا جاتا ہے تو ان ہوٹل کے مالکان نے اپنے اندر شیطان کو بھی بند کیا ہوا تھا۔

(۳)

نثر پارہ:

کشمیر کی طرف مڑ جانے والی سڑک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر پانی میں چھوڑ دیا تھا۔

حوالہ متن:۔

سبق کا عنوان : لڑی میں پروئے ہوئے منظر

مصنف کا نام: رضا علی عابدی

ماخذ: جرنیلی سڑک

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:۔

الفاظ	معانی
لالہ رُخ	خوبصورت چہرے والی، مغل شہزادی کا نام
عالمِ شباب	جوانی میں
طامس مور	ایک مشہور مؤرّخ فلسفی اور شاعر جس نے شہنشاہ اکبر کی بیٹی کا ذکر اپنی نظم میں کیا تھا۔

تشریح:۔

تشریح طلب پیراگراف سبق کے درمیان سے لیا گیا ہے۔ سبق کے مصنف رضا علی عابدی صاحب ہیں جنہوں نے اس سبق میں برصغیر کی معروف تاریخی شاہراہ جی ٹی روڈ اور دریائے سندھ کے کنارے کیے گئے سفروں کو رودادوں کی صورت میں پیش کیا ہے اور اس سفر میں انہوں نے اپنے زورِ قلم سے قاری کو زمانہ ماضی کی سیر کراتے ہوئے زمانہ حال تک کمال مہارت سے اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔اس سفر میں وہ وطن عزیز کے مختلف خطوں پشاور کا مشہور بالا حصار قلعہ اٹک ،واہ کینٹ، حسن ابدال جیسے مختلف خطوں، حصوں، علاقوں اور وہاں کی تاریخ، تہذیب نہ صرف بیان کرتے ہیں بلکہ قاری کو ان مناظر کی حقیقت سے روشناس کرتے ہیں۔ کون کون سے فاتحین وہاں سے گزرے کن کن شہنشاہوں نے وہاں قدم ڈالے اور کون کون سی مشہور مذہبی شخصیات نے وہاں اپنا اثر چھوڑا، اس کو بڑے ہی دل ربا انداز سے بیان کیا ہے۔ سفر کی روداد لکھتے ہوئے ان کا اسلوب بیان کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ ایک داستان گو کا روپ دھار لیتے ہیں اور اپنی قاری کو مخاطب کرتے ہوئے ہمہ وقت اپنے ساتھ ساتھ متوجہ رکھتے ہیں۔ اس پیراگراف میں مصنف بیان کر رہے ہیں کہ کہ جب ہم اٹک سے آگے نکلے یادوں کے دریچے بھی کھلتے چلے گئے۔ مصنف ماضی اس سڑک کی ماضی کی تاریخ بیان کر رہے ہیں اور حسن ابدال کی تاریخ بھی بیان کر رہے ہیں مصنف بیان کرتے ہیں کہ اس سے آگے کشمیر کی طرف سڑک جب مڑتی ہے تو وہاں پر ایک قبر تھی جس کے بارے میں مشہور ہے یہ شہنشاہ اکبر کی بیٹی لالہ رُخ کی قبر ہے۔ جو کہ عین جوانی کے عالم میں دنیا سے رُخصت ہو گئی۔ مغل شہزادی لالہ رُخ کو تب زیادہ شہرت ملی جب ایک مشہور برطانوی مصنف اور شاعر تھامس مور نے ۱۸۱۷ء میں کشمیر کے بارے میں ایک رومانوی نظم (لالہ رُخ) لکھی۔ اسی جگہ اسی جگہ پر وہ عظیم معمار جس نے اٹک کا قلعہ تعمیر کیا تھا۔ جن کا نام خواجہ شمس الدین خافی تھا ان کے نام سے منسوب ایک مقبرہ ہے، انہوں نے یہ مقبرہ اپنی زندگی ہی میں تعمیر کروایا تھا۔ لیکن قسمت کا کھیل ایسا ہوا جب ان کا انتقال ہوا تو ان کو یہاں دفن ہونا نصیب نہ ہوا، اس کے برعکس شہنشاہ اکبر کے ایک بہت ہی لاڈلے ساتھی تھے اور ان کے قریبی دوست تھے حکیم ہمام انہوں نے کہیں بہت دور وفات پائی تھی لیکن بادشاہ کے حکم پر ان کی میت حسن ابدال لے جا کر ان کے بھائی حکیم ابوالفتح گیلانی کے پہلو میں دفن کی گئی، اسی طرح حسن ابدال کے قریب اس مغل باغ کے نشانیاں ابھی بھی موجود ہیں جس کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ اس کے تالاب سے شہنشاہ جہانگیر نے مچھلیاں پکڑوائی تھیں اور اس کے بعد ان کی ناک میں موتی پرو کر ان کو پھر پانی میں چھوڑ دیا تھا اب اس میں کتنی حقیقت ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

(۴)

نثر پارہ:

وہی ٹیکسلا جو ہندوستان کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لشکر گزرے ہوں گے۔

حوالہ متن:۔

سبق کا عنوان : لڑی میں پروئے ہوئے منظر

مصنف کا نام: رضا علی عابدی

ماخذ: جرنیلی سڑک

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:۔

معانی	الفاظ
ہیرا، قیمتی موتی	نگینے
غور و فکر، توجہ	گیان دھیان
روشن	منور
لاتعداد، بے شمار	ان گنت

تشریح:

تشریح طلب پیراگراف سبق کے اخر سے لیا گیا ہے اس سبق میں رضا رضا علی عابدی صاحب نے دراصل جی ٹی روڈ کی تحقیق اور اس کے مناظر کو قلم بند کیا ہے بر عظیم کے حکمران شیر شاہ سوری نے اپنے دور میں اس کو تعمیر کرایا تھا اس سڑک کی چھان بین میں رضا عابدی صاحب نے ایک ماہ تک مسلسل سفر کیا اور اس سبق میں انہوں نے جرنیلی سڑک پر واقع تمام اہم ابادیاں ان کی وجہ تسمیہ ان کے روایات تہذیب و ثقافت کا اور ان سے جڑی اہم شخصیات کا تذکرہ کیا ہے مصنف کے انداز تحریر سے طنزیہ مزاج اداسی اور خوشیوں کے مختلف رنگ جھلکتے ہیں۔ اس سبق کے مطابق مصنف نے اپنے سفر کا اغاز وادی پشاور سے کیا وہاں سے وہ اٹک پہنچے دریائے سندھ کا پل پار کر کے واہ تک گئے اسی دوران وہ شہنشاہ اکبر اور شہنشاہ جہانگیر اور شیر شاہ سوری کے حوالے سے قلعوں اور سڑکوں کے حوالے بات کی گئی آبادیوں کے حوالے سے بھی معلومات دیتے ہیں پھر حسن ابدال کی خوبصورتی اور اس میں موجود تاریخی امارات اور نشانات کے بارے میں بات کرتے ہیں اس طرح کالا ٹیکسلا اور اخر میں مارگلہ کی پہاڑیوں کا ذکر کرتے ہیں ۔رضا علی عابدی صاحب ٹیکسلا کے کھنڈرات کی تہذیب اور تاریخ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سرائے کے چند کلو میٹر آگے بڑھیں تو ٹیکسلا کی تہذیب امڈ کر سامنے آجاتی ہے۔ قدیم ٹیکسلا شہر کے کھنڈررات وہی جگہ ہے جہاں صدیوں پہلے ٹیکسلا کی مشہور یونیورسٹی قائم تھی۔ ٹیکسلا کا عظیم ثقافتی ورثہ نا صرف ایک تاریخی حقیقت ہے بلکہ عہد قدیم کی ایسی یادگار ہے جس میں گئے زمانوں کے علم و فن کے حیرت انگیز نمونے آج کے ترقی یافتہ دور کے انسان کے لئے بھی فکر انگیز مواد رکھتے ہیں۔ چھ سو سال قبل مسیح کے ان آثار کا مشاہدہ ایک جہان گم شدہ سے متعارف ہوناہے۔ انسانی عروج وزوال کی یہ نشانیاں یقیناً اپنے اندر گہرائی اور سوچ کے لئے کئی زاویے رکھتی ہیں۔ ہندو اور بدھ مت مذاہب کے پیروکاروں کا شہر رہاہے اور مذہبی اعتبار سے اسے ایک خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ سرائے کالا سے کوئی چار میل کا فاصلہ ہو گا کہ آگے وہ عظیم پہاڑی سلسلہ آتا ہے جس کو مارگلہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس پہاڑی میں ایک قدرتی دراڑ یا کٹاؤ موجود ہے۔ اس کٹاؤ کو دیکھ کر اس دن میں یہ سوچنے لگا کہ اس چھوٹے سے کٹاؤ جس کی لمبائی، چوڑائی پچیس، تیس ہاتھ چوڑی ہو گی۔ چھوٹے سے پہاڑی شگاف کے راستے سے قدیم زمانے سے جدید زمانے تک بے شمار قافلے اور ان گنت لاؤ لشکر ہندوستان پر حملہ کرنے کے لیے افغانستان کے راستے یہاں سے گزرے ہوں گے۔ جن کی قیادت کبھی مغلوں نے کی۔ کبھی چنگیز خان کا لشکر۔ کبھی محمود غزنوی اور کبھی سکھ یہاں سے گزر کر افغانستان کی طرف گئے۔

مشقی سوالات

سوال نمبر1: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

.77 **مصنّف کو بالا حصار سے نیچے آنے کے بعد ایک پتھر پر لکھا نظر آیا:**

(A) شاہراہِ ریشم (B) شاہراہِ پاکستان (C) شاہراہِ قدیم (D) شاہراہِ جرنیل

.78 **وادیِ پشاور نظر آ رہی تھی:**

(A) ریگ زار (B) مرغزار (C) ویران (D) سرسبز

.79 **مؤرخوں نے ہندوستان کا دروازہ کہا تھا:**

(A) لنڈی کوتل کو (B) پشاور کو (C) ہنڈ کو (D) نوشہرہ کو

.80 **اٹک کا نام رکھا تھا:**

(A) محمود غزنوری نے (B) شہاب الدّین غوری نے (C) اکبر اعظم نے (D) شیر شاہ سوری نے

.81 **سکھوں کا مشہور گردوارہ واقع ہے:**

(A) نوشہرہ میں (B) اٹک میں (C) حسن ابدال میں (D) واہ میں

82. نوشہرہ کے قریب آجانے کی پہچان تھی:

(A) دریائے سندھ (B) دریائے کابل (C) دریائے ہرو (D) دریائے سون

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	2	3	4	5	6
B	D	C	C	C	B

سوال نمبر2: سبق "لڑی میں پروئے ہوئے منظر" کے متن کے مطابق دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) مصنّف کو(دُور سے)وادیِ پشاور کیسی نظر آرہی تھی؟

جواب: **خوبصورت منظر**

مصنف نے قلعہ بالا حصار سے وادیِ پشاور کو دیکھا تو وہ سر سبز و شاداب نظر آرہی تھی۔ حالانکہ یہاں سے بے شمار لشکر گزرے جنہوں نے اس وادی کو روندا لیکن یہ پھر بھی ہری بھری ہے۔

(ب) محمود غزنوری نے راجہ جے پال کو کس جگہ شکست دی تھی؟

جواب: **شکست کا مقام**

دریائے سندھ کے کنارے ایک گاؤں "ہنڈ" تھا۔ جہاں پر محمود غزنوی نے پنجاب کے راجا جے پال کو شکست دی تھی۔ مورخین نے اس گاؤں کو ہندوستان کا دروازہ کہاہے۔

(ج) اٹک کا قلعہ کس دریا کے کنارے بنایا گیا تھا؟

جواب: **قلعہ کے مقام**

اٹک کا قلعہ دریائے سندھ کے کنارے بنایا گیا تھا۔

(د) وہ کون سا بادشاہ تھا جسے جگہوں کے نام رکھنے کا بڑا شوق تھا؟

جواب: **شہنشاہ اکبر**

مصنف کے نزدیک شہنشاہ اکبر کو جگہوں کے نام رکھنے کا بڑا شوق تھا۔ کہ اسی خوبصورت منظر کو دیکھ کر اُس کے منہ سے واہ نکلا تو اُس جگہ کا نام واہ پڑ گیا۔ اگر کہیں شہنشاہ اکبر کا قافلہ اٹک گیا تھا تو وہ جگہ اٹک کہلائی اور اگر کہیں قافلہ خیر سے پار اتر گیا تو وہ مقام خیر آباد کہلایا۔

(ہ) مؤرخین کے نزدیک لاہور سے کابل جانے والی شاہرہ پر حسین ترین منزل کون سی ہے؟

جواب: **حسین ترین منزل**

مغل مورخین کے مطابق لاہور سے کابل جانے والی شاہراہ پر سب سے حسین منزل حسن ابدال ہے۔

اضافی سوالات

(و) رضا علی عابدی صاحب کی تصانیف کے نام تحریر کریں۔

جواب: **تصانیف**

رضا علی عابدی صاحب کی تصانیف میں "جرنیلی سڑک"، "جہازی بھائی"، "ریل کہانی"، "پہلا سفر"، "کتب خانہ"، "اُردو کا حال"، "اپنی آواز"، "کتابیں اپنے آبا کی" اور "جانے پہچانے" شامل ہیں۔

(ک) رضا علی عابدی صاحب کی تصنیف "جرنیلی سڑک" کیوں اہم قرار دی جاتی ہے؟

جواب: **جرنیلی سڑک**

رضا علی عابدی صاحب کی تصنیف "جرنیلی سڑک" جسے "جی ٹی روڈ" بھی کہا جاتا ہے اور جو موجودہ بنگلہ دیش کو افغانستان کے ساتھ ملاتی ہے، برِ عظیم کے حکمران شیر شاہ سوری نے اپنے دورِ اقتدار میں تعمیر کرایا تھا۔ اس سڑک کی چھان بین میں رضا علی عابدی نے ایک ماہ تک مسلسل سفر کیا۔ اس کتاب میں جرنیلی سڑک پر واقع تمام اہم آبادیوں، اُن کی وجہ تسمیہ اور ثقافت کا تذکرہ ہے۔ مصنف کی یہ تحریر طنز و مزاح، اُداسیوں اور خوشیوں کے مختلف رنگوں سے مزیّن ہے۔

(گ) شیر شاہ کی مملکت کہاں سے کہاں تک پھیلی ہوئی تھی؟ اور اس نے پنجاب میں کون سا قلعہ بنوایا تھا؟

جواب: **روہتاس کا قلعہ**

شیر سے سوری کی مملکت پنجاب سے بہار تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس نے ایک روہتاس نام کا قلعہ بہار میں بنوایا تھا۔ جبکہ دوسرا پنجاب میں گکھڑوں کی سرزمین میں روہتاس نام کا ہی قلعہ بنوایا تھا۔

(ل) حسن ابدال میں کون کون سے مشہور مقامات ہیں؟

جواب: **مشہور مقامات**

حسن ابدال رونق و عبرت کی جا ہے۔ اس میں انگریزوں اور مغلوں کے زمانے کی بنائی ہوئی عمارات، باغات مساجد، سکھوں کا مشہور گوردوارہ، باباولی قندھاری کی چلہ گاہ بھی یہی موجود ہے۔

سول نمبر3: درج ذیل الفاظ کے مترادف الفاظ لکھیں۔

پتھر، حیرت، دل چسپ، شوق، آبادیاں، حدود

جواب:

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
پتھر	سنگ	حیرت	استعجاب
دل چسپ	پسندیدہ	شوق	ذوق
آبادیاں	بستیاں	حدود	انتہا، اختتام

سول نمبر4: درج ذیل الفاظ کے متضاد الفاظ لکھیں۔

تمازت، گم نام، شاہانہ، اوّل الذِکر، قدیم، داخل

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
تمازت	ٹھنڈک	گم نام	مشہور
شاہانہ	خاکسرانہ	اوّل الذِکر	آخرالذِکر
قدیم	جدید	داخل	خارج

سوال نمبر5: درج ذیل الفاظ میں سے مذکّر اور موٴنّث الفاظ الگ الگ لکھیں۔

زمین، وادی، سڑک، بستیاں، دریا، گاؤں، سرائے، قلعہ، شکست، دروازہ،

جواب:

مذکر:

دریا، سرائے، قلعہ، دروازہ، گاؤں

موٴنّث:

زمین، وادی، سڑک، بستیاں، شکست

سوال نمبر6: متشابہ الفاظ میں جزو(الف)اور جز(ب) کے الفاظ کے معنی لکھیں۔

جواب:

متشابہ الفاظ	معنی
ادا	ادائیگی، طرز، ڈھنگ
بار	بوجھ، دفعہ
عرض	گزارش، چوڑائی
کل	مشین، گزرا ہوا دن
آب	پانی، چمک
در	دروازہ، موتی
ملک	علاقہ، سردار، فرشتہ
علم	جاننا، جھنڈا
دور	زمانہ، فاصلہ
دھن	لگن، موسیقی

سوال نمبر7: رموزِ اوقاف کی علامتوں: استفہامیہ یا سوالیہ، ندائیہ، فجائیہ، واوین، قوسین اور خط کی علامتوں کا استعمال کرتے ہوئے ہر علامت کی دو دو مثالیں مزید دیں۔

جواب:

رموزِ اوقاف کی علامتیں اور مثال

سوالیہ(؟):

- یہ کتاب کس کی ہے؟
- آج کیا تاریخ ہے؟

ندائیہ(!):

- خدایا! میری آرزو پوری کر دے۔
- اے بھائی! ذرا میری بات سنو۔

فجائیہ(!):

- وہ اور رحم! اس کی امید فضول ہے۔
- اُف! بے چارہ چل بھی نہیں سکتا۔

واوین(” “):

- باپ نے بیٹے سے کہا: ”بیٹا! محنت کرو، محنت کا پھل ضرور ملے گا۔“
- مَیں نے ملازم سے کہا: ”جاؤ! میرا سامان گاڑی سے نکال لاؤ۔“

قوسین():

- انور صاحب (مرحوم) سے ہمارے بھی دیرینہ تعلقات تھے۔
- میر گھر (مکان کا وہ حصّہ جس میں میر سکونت ہے) خاصا بوسیدہ ہو گیا ہے۔

خط(–):

- میں بیمار ہوں— آپ سے ملنا بھی ضروری تھا۔
- اب تو اسی تنخواہ میں—وہ جتنی بھی ہے— گزارا کرنا ہو گا۔

سوال نمبر8: درج ذیل پیراگراف توجہ سے پڑھیں اور آخر میں دیے گئے سوالوں کے جواب تحریر کریں۔

فورٹ منرو، پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان میں واقع ایک حسین پہاڑی مقام ہے جو اپنی قدرتی خوب صورتی اور دل کش مناظر کے باعث سیاحوں کے لیے ایک پُرکشش مقام ہے۔ سطحِ سمندر سے تقریباً ۶۴۷۰ فٹ بلند یہ مقام موسمِ گرما میں ٹھنڈی ہوائیں اور سرسبز پہاڑوں کا دل کش منظر پیش کرتا ہے۔ یہاں کے جنگلات، خوب صورت وادیاں اور چشمے دیکھنے والوں کو مسحور کر دیتے ہیں۔ فورٹ منرو کو تاریخی اہمیّت بھی حاصل ہے، کیوں کہ یہ علاقہ ماضی میں برطانوی فوج کے لیے ایک دفاعی چوکی کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ یہاں کی مخصوص ثقافت، روایتی طرزِ زندگی اور مقامی دست کاریوں کی دکانیں بھی سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ فورٹ منرو کا سفر نہ صرف فطرت سے محبت کرنے والوں کے لیے ایک خوش گوار تجربہ ہوتا ہے بلکہ وہ لوگ جو سکون اور فطرت کے قریب رہنا چاہتے ہیں، ان کے لیے بھی یہ ایک بہترین تفریحی مقام ہے۔

سوالات

(الف) فورٹ منرو کہاں واقع ہے اور اس کی وجہِ شہرت کیا ہے؟
(ب) فورٹ منرو کا موسم کیسا ہے؟
(ج) فورٹ منرو کی تاریخی حیثیت کا پس منظر کیا ہے؟
(د) فورٹ منرو اپنی ثقافت اور دست کاریوں کے حوالے سے کیسی شہرت رکھتا ہے؟
(ہ) اس عبارت کا مناسب عنوان تجویز کریں۔

سوالات کے جوابات

(الف) فورٹ منرو کہاں واقع ہے اور اس کی وجہِ شہرت کیا ہے؟

جواب: **محلِ وقوع اور وجہِ شہرت**

فورٹ منرو ضلع ڈیرہ غازی خان کا ایک پُر فضا پہاڑی مقام ہے جو کہ اپنے خوبصورت موسم اور دلکش مناظر کی وجہ سے مشہور ہے۔

(ب) فورٹ منرو کا موسم کیسا ہے؟

جواب: **موسم**

فورٹ منرو کا موسم پُرکشش اور پُرلطف ہوتا ہے حتیٰ کہ گرمی میں بھی یہاں پہ ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔

(ج) فورٹ منرو کی تاریخی حیثیت کا پس منظر کیا ہے؟

جواب: **تاریخی پس منظر**

ماضی میں فورٹ منرو کا علاقہ برطانوی فورج کی دفاعی چوکی کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔

(د) فورٹ منرو اپنی ثقافت اور دست کاریوں کے حوالے سے کیسی شہرت رکھتا ہے؟

جواب: **شہرت**

فورٹ منرو کا علاقہ اپنی مخصوص ثقافت روایتی طرز زندگی اور مقامی طور پر تیار ہونے والی دستکاریوں کے حوالے سے مشہور ہے۔

(ہ) اس عبارت کا مناسب عنوان تجویز کریں۔

جواب: **عنوان**

فورٹ منرو ایک پُرفضا سیاحتی مقام۔

کثیر الانتخابی سوالات

درست جواب کی نشان دہی کریں۔

1. **علی رضا عابدی پیدا ہوئے۔**
(A) لکھنو (B) دلی (C) اتر کھنڈ (D) لاہور

2. **علی رضا عابدی 1965 کی جنگ کے تمام حالات وواقعات رپورٹ کرتے رہے روزنامہ۔۔۔۔۔**
(A) نوائے وقت میں (B) جنگ میں (C) حریت میں (D) ڈان میں

3. **علی رضا عابدی بی بی سی سے منسلک ہوئے۔**
(A) ۱۹۷۲ء میں (B) ۱۹۷۳ء میں (C) ۱۹۷۴ء میں (D) ۱۹۷۷ء میں

4. **علی رضا عابدی کی کتب کی تعداد ہے۔**
(A) چالیس (B) تیس (C) پچاس (D) بیس

5. **علی رضا عابدی نے جی ٹی روڈ کی چھان بین میں سفر کیا۔**
(A) دس دن (B) پچیس دن (C) ایک ماہ (D) دوماہ

6. **شامل کتاب سبق "لڑی میں پروئے ہوئے منظر" کتاب سے ماخوذ ہے۔**
(A) شیر دریا (B) جرنیلی سڑک (C) جہازی بھائی (D) ریل کہانی

7. **مصنف کو پشاور سے چلتے ہوئے کہاں پر شاہراہ پاکستان لکھا ہوا نظر آیا۔**
(A) چاندنی چوک (B) نمک منڈی (C) بالا حصار (D) درہ خیبر

8. **سڑک اور آنی جانی چیز ہیں۔**
(A) علاقہ (B) مسافت (C) وزارت (D) حکایت

9. **پشاور کی ہری بھری وادی کو بے شمار لشکروں نے بار بار روندا لیکن وہ اب تک تھیں۔**
(A) برباد (B) ویران (C) گنجان (D) ہری بھری

10. **سڑک کے کنارے چائے خانے بند پڑے تھے۔**
(A) ماہ رمضان کی وجہ سے (B) خراب تھے (C) قانون کی وجہ سے (D) مالکوں کی وجہ سے

11. **مصنف نے نوشہرہ کے قریب آجانے کی پہچان کی۔**
(A) سنگ میل دیکھ کر (B) نہر دیکھ کر (C) دریائے کابل دیکھ کر (D) اعلان کی وجہ سے

12. **نوشہرہ کے قریب ایک سرائے میں ٹھہرا تھا۔**
(A) محمود غزنوی (B) راجہ جے پال (C) شہنشاہ اکبر (D) جہانگیر

13. **سنسکرت کا بڑا عالم پیدا ہوا تھا۔**
(A) ہنڈ میں (B) گندھارا میں (C) ٹیکسلا میں (D) گاؤں لاہور میں

14. **گندھارا تہذیب کا پایہ تخت رہا ہے۔**
(A) ہنڈ (B) گندھارا (C) ٹیکسلا (D) نوشہرہ

15. راجہ جے پال کو شکست دی تھی۔
(A) ہمایوں نے (B) شہاب الدین غوری نے (C) محمود غزنوی نے (D) آنند پال نے

16. سکندر نے دریائے سندھ پار کر لیا تھا لیکن اس کا پاٹ دیکھ کر واپس لوٹ گیا تھا۔
(A) شہاب الدین غوری (B) محمود غزنوی (C) ظہیر الدین بابر (D) چنگیز خان

17. دریائے سندھ کے کنارے قلعہ بنوایا گیا۔
(A) اٹک کا (B) روہتاس کا (C) مغلوں کا (D) تاتاریوں کا

18. اٹک کا قلعہ آج کل ہے۔
(A) قید خانہ (B) عجائب گھر (C) میوزیم (D) کھنڈر

19. انگریزوں نے جاتے ہوئے پل کی طبعی عمر بتائی تھی۔
(A) بیس سال (B) دس سال (C) پچاس سال (D) سو سال

20. ریل گاڑی اب گزرتی ہے۔
(A) پرانے پل سے (B) نئے پل سے (C) سٹیل پل سے (D) اٹک پل سے

21. اٹک کا نام اکبر نے اس لئے رکھا کیونکہ اس کا قافلہ یہاں۔
(A) رکا تھا (B) اٹک گیا (C) لٹ گیا (D) بکھر گیا

22. مغل بادشاہ۔۔۔۔ کو علاقوں کے نام رکھنے کا بڑا شوق تھا۔
(A) ہمایوں (B) بابر (C) اکبر (D) اورنگزیب

23. شہنشاہ اکبر نے اپنے پیش رو سے بہت کچھ سیکھا۔
(A) ہمایوں سے (B) بابر سے (C) شیر شاہ سوری سے (D) ابراہیم خلجی سے

24. شیر شاہ سوری کی ریاست پھیلی ہوئی تھی بہار سے
(A) سندھ تک (B) کابل تک (C) راجھستان تک (D) پنجاب تک

25. شیر شاہ سوری نے پنجاب میں قلعہ بنوایا تھا سر زمین پر۔
(A) کھوکھروں کی (B) گکھڑوں کی (C) جاٹوں کی (D) مغلوں کی

26. شہنشاہ اکبر نے اٹک بنارس آباد کرنے کے لئے ملاح کے کر آئے۔
(A) راجپوتانہ سے (B) بہار سے (C) دلی سے (D) بنارس سے

27. اٹک بنارس میں جس محلے میں ملاحوں کو آباد کیا گیا وہ کہلاتا ہے۔
(A) ملاحی ٹولہ (B) جوگی محلہ (C) بستی ملاح (D) محل سرائے

28. پنجاب کے علاقے میں داخل ہونے والی گاڑیوں کی عملہ تلاشی لیتا ہے۔
(A) کسٹم کا (B) پولیس کا (C) ایکسائز کا (D) اے اور سی

29. مصنف کے مطابق بڑے لوٹ مار کرنے والے صاف نکل جاتے ہیں جبکہ جیبیں ٹٹولی جاتی ہیں۔
(A) جھوٹے لوگوں کی (B) چھوٹے لوگوں کی (C) چوروں کی (D) مشکوک لوگوں کی

30. مغل مورخ، لاہور سے کابل جانے والی شاہراہ پر حسین ترین منزل قرار دیتے ہیں۔
(A) اٹک کو (B) خیر آباد کو (C) پشاور کو (D) حسن ابدال کو

31. ہوٹلوں کے لاؤڈ سپیکر پر دن رات بجتے ہیں۔
(A) فلمی گانے (B) ترانے (C) قوالیاں (D) نغمے

32. حسن ابدال میں سکھوں کا مشہور ہے۔
(A) مندر (B) اسٹوپا (C) گوردوارہ (D) مقام

33. حسن ابدال ہی میں باباولی قندھاری کی موجود ہے۔
(A) منسوب چٹان (B) درگاہ (C) چلہ گاہ (D) حجرہ

34. اکبر کی بیٹی عالم شباب میں مر گئی تھی۔
(A) زیب النساء (B) ماہ رخ (C) لالہ رخ (D) مہر جہاں بیگم

35. سکھوں کے عقیدے کے مطابق باباولی قندھاری کی لڑھکائی چٹان کو باباگرونانک نے روک لیا تھا۔
(A) ہاتھ پر (B) بازو پر (C) پنجے پر (D) سر پر

36. واہ چھاؤنی میں مغل دور کی بہت بڑی موجود ہے۔
(A) سرائے (B) باؤلی (C) توپ (D) گزرگاہ

37. سرائے کالا کا قصبہ موجود ہے۔
(A) جاتی روڈ پر (B) عمرہ روڈ پر (C) اٹک روڈ پر (D) ہنڈ روڈ پر

38. مردم شماری کے ریکارڈ کے مطابق پاکستان اور ہندوستان کے کئی دیہاتوں، قصبوں اور شہروں کے نام کے ساتھ لفظ جڑا رہ گیا۔
(A) کلاں (B) موضع (C) سرائے (D) آباد

39. سرائے کالا سے چند کلو میٹر دور کھنڈر ہیں۔
(A) گندھارا کے (B) قلعے کے (C) آبادی کے (D) ٹیکسلا کے

40. ٹیکسلا سے پھوٹ کر کرنیں ایک عالم کو منور کیا کرتی تھیں۔
(A) علم کی (B) تہذیب کی (C) گیان دھیان کی (D) روایات کی

41. مارگلہ کی پہاڑیوں سے تاحد نگاہ نظر آتا ہے۔
(A) اسلام آباد (B) پنڈی ڈویژن (C) پاکستان کی خوبصورتی (D) ہندوستان ہی ہندوستان

42. پتھر مافیا کی جدید مشینیں مارگلہ کی پہاڑی پر اس طرح ٹوٹ کر پڑی ہوئی ہے جیسے قند کی ڈلی پر۔
(A) بھوکی چیونٹیاں (B) شہد کی مکھیاں (C) مکھیاں (D) تتلیاں

.43 پہاڑی درے سے کی چوٹی سے دور سے نظر آتی ہے۔

(A) گھائی (B) نکلسن کی لاٹ (C) وادی پشاور (D) جرنیلی سڑک

.44 مصنف مری روڈ پر پہنچے۔

(A) نتھیا گلی (B) مال روڈ (C) کمپنی باغ (D) جھینگا گلی

.45 مصنف نے کمپنی باغ کی گلی پہلے بھی دیکھی تھی۔

(A) دس سال (B) چوتھائی صدی (C) بیس سال (D) نصف صدی

.46 مصنف کی دعا ہے کہ یہ گلیاں یوں ہی آباد رہیں ان میں کھیلتے بچے بھی رہیں۔

(A) شاد (B) آباد (C) ترو تازہ (D) صحت مند

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

A	10	D	9	C	8	C	7	B	6	C	5	B	4	A	3	C	2	C	1
A	20	D	19	A	18	A	17	D	16	C	15	A	14	D	13	D	12	C	11
D	30	B	29	D	28	A	27	D	26	B	25	D	24	C	23	C	22	B	21
C	40	D	39	C	38	A	37	B	36	C	35	C	34	C	33	C	32	A	31
								A	46	B	45	C	44	B	43	A	42	D	41